شذرات

حج کے مصالح مرعیہ چند امور ہیں، ان میں سے بیت اللہ کی تعظیم ہے اور یہ شعائر اللہ میں سے ہے اور بیت اللہ کی تعظیم اللہ پاک کی تعظیم ہے۔ اور ان میں سے (موافقت) اجتماع اسلامی ہے کیونکہ ہر مذہب اور ملت کے لیے اجتماع ہوتا ہے جس میں دور اور قریب کے لوگ جمع ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہنچ کر بعض کو پہچانیں اور ملت کے احکام سے استفادہ کریں اور وہ لوگ ملت کے شعائر کی تعظیم کریں حج مسلمانوں کا اجتماع اور ان کے شوکت کا ظہور جنود کا اجتماع اور ان کی ملت کی تنویہ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے قول کا مطلب ہے: (وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا) سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

اور حج کی مصلحت سے اس کی موافقت ہے جس کو لوگوں نے سیدنا ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام سے متوارث کیا ہے کیونکہ یہ دونوں ملت حنیفیہ کے امام تھے اور عرب کے شارع تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے معبوث ہوئے تھے کہ اس سے ملت حنیفیہ ظاہر ہو اور اس کا کلمہ بلند ہو اور یہ مطلب ہے قول اللہ تعالیٰ کا مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ (سورۃ الحج آیت ۷۸)

تب وہ دو اماموں کے بعد مشہور ہوا ہے اس کی حفاظت واجب ہوگئی جیسے فطرت کے خصال اور حج کے مناسک اور یہ مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا "اپنے مشاعر پر کھڑے رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہو"۔

اور مصلحت مرعیہ سے ہے اتفاق کرنا ایسے حال پر جس سے ان کے عوام اور خواص کے لیے دفق ثابت ہو جیسا کہ منیٰ میں اترنا اور مزدلفہ میں رات بسر کرنا اور اگر اس پر اتفاق نہ کیا جاتا تو لوگوں پر تکلیف گزرتی، اور ان پر ظہر نہ کی جاتی تو ان کا کلمہ مجتمع نہ ہوتا باوجود ان کی کثرت اور انتشار کے، اور ان خصائل میں سے وہ اعمال ہیں تو یہ اعلان کرتے ہیں کہ ان کا صاحب موحد ہے اور حق کا تابع ہے اور ملت حنیفیہ کا متدین ہے اللہ کا شاکر ہے اس پر جو اس ملت کے اوائل پر اس کا انعام ہو جیسا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا۔

اور ان خصائل میں سے یہ ہے کہ اہل جاہلیت بھی حج کرتے تھے اور حج ان کا اصل دین ہوتا لیکن انھوں نے اعمال کو ملا دیا تھا ان میں سے کچھ تو اعمال کے ساتھ ماثور تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور یہ ان کا اختلاف تھا۔ اور ان میں سے غیر اللہ سے شرک کرنا تھا۔ جیسا کہ اساف اور نائلہ کی تعظیم کرنا یا مناۃ طاغیہ کے لیے تکبیر کہنا یا لبیک میں یہ کہنا کہ تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تیرے لیے ہے ان اعمال کا حق یہ ہے کہ

ان سے رد کیا جائے اور اس میں تاکید کی جائے اور کچھ اعمال تھے جن میں فخر اور تکبر کی وجہ سے منسوب کیا تھا جس طرح ان کا یہ کہنا کہ ہم اللہ کے بہادر ہیں اس لیے ہم اللہ کے حرم سے باہر نہیں نکلیں گے (پھر ان سے کہا گیا) تم وہاں سے نکلو جہاں سے لوگ نکلتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۹۹)۔

جس طرح ان کا منیٰ کے دنوں میں اپنے آباء کا ذکر کرنا، ان سے قرآن مجید میں کہا گیا (پھر تم اللہ کا ذکر کرو جس طرح اپنے آباء کو ذکر کرنا یا اس سے زیادہ ذکر میں (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۹)۔

ان خصائل میں سے یہ ہے کہ دین میں گہرائی کی وجہ سے فاسد قیاسات کو گھڑا تھا اور ان میں لوگوں کے لیے حرج تھا۔ اور ان کا حق یہ تھا کہ ان کو فسخ کیا جائے اور چھوڑ دیا جائے۔ جیسے ان کا یہ قول کہ محرم کو گھروں میں داخل ہونے میں دروازہ سے پرہیز کرنا چاہیئے اور وہ گھروں کی پیٹھ سے چھلانگ لگا کر داخل ہوتے تھے اس سے ان کا یہ گمان تھا کہ گھر کے دروازہ سے اندر داخل ہونا ارتفاق ہے جو کہ حرام کی ہیئت کے منافی ہے پھر نازل ہوا (اور نیکی اس کا نام نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پیٹھوں سے آجاؤ)، (سورۃ البقرہ ۱۸۹) اور جیسا کہ حج کے موسم میں تجارت کو مکروہ سمجھنا۔ اس سے ان کا یہ گمان تھا کہ یہ اللہ کے لیے عمل کے اخلاص کے لیے مخل ہے پھر نازل ہوا (تمھارے لیے یہ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کے لیے تجارت کی طلب کرو! (سورۃ البقرہ ۱۹۸) بازاد کے سوا حج کرنے کو مستحب قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں۔ جو لوگوں کو تنگ کرتے ہیں اور تجاوز کرتے ہیں پھر نازل ہوا (اور سفر میں زاد اٹھاؤ کیونکہ بہتر زاد تقویٰ ہے۔ سورۃ البقرہ ۱۹۷) اور ان کا یہ کہنا کہ ایام حج میں عمرہ کرنا زیادہ فجور ہے اور ان کا کہنا کہ جب صفر گزر جائے اور اونٹ کی پیٹھ ٹھیک ہو جائے اور اثر مٹ جائے تو عمرہ کے لیے سفر کی تجدید کی جائے اس کے لیے جو عمرہ کرے اور اس میں آفاقی کے لیے حرج ہے کیونکہ وہ عمرہ کے لیے نئے سفر کرنے کے محتاج ہوتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حجۃ الوداع میں عمرہ کے لیے احرام کا حکم فرمایا ہے اور اس کے بعد حج کرنے کا اور اس میں اس کو متشدد فرمایا ان سے ان کی عادت پر کلام فرماتے تھے اور جو ان کے دلوں میں مرکوز ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو تم پر اللہ تعالیٰ نے حج کو فرض کیا ہے پھر حج کرو تو ایک شخص نے کہا کہ ہر سال حج کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ اس شخص نے تین مرتبہ اس سوال کو دہرایا، تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو ہر سال حج فرض ہوتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا راز یہ ہے کہ وہ امر جو اللہ کے وحی کے نزول کے لیے تیار ہوتا ہے خاص فوقیت کے ساتھ تو وہ قوم کو اس پر سے آتا ہے اور ان کے

لے ... [illegible]

علوم تمہیں قبول کرنے کے لیے ملاقی ہوتے ہیں اور وہ قدر وہی ہوتا ہے جو ان میں مشہور ہوتا ہے اور متداول ہوتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزیمت اور اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا جب یہ دونوں جمع ہو جاتے ہیں تو اس کے موافق وحی کا نزول ہونا ضروری ہو جاتا ہے یہ عبرت ہے اس کے لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو نازل نہیں کیا۔ مگر اس کی قوم کی زبان کے لیے اور اس سے جو اس کو سمجھیں میں اس پر کسی حکم کا القاء نہیں کرتا اور نہ کسی دلیل کا مگر وہ جو ان کی سمجھ کے قریب ہوتا ہے یہ کیسے نہ ہوگا اللہ کے وحی کا مبدا لطف ہے اور لطف وہاں اجابت کے لیے ممکن کا اختیار کرنا اقرب ہوتا ہے۔

مناسک کی صفات جاننا چاہیئے کہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور باقی مسلمانوں سے جو مشہور ہیں چار ہیں: حج مفرد، عمرہ مفردہ، تمتع اور قران۔

حج مکہ میں حاضر کے لیے ہے کہ اس سے احرام کرے اور احرام میں جماع اور اس کے دواعی سے پرہیز کرے اور بالوں کے لینے سے پرہیز کرے اور ناخنوں سے پرہیز کرے، سلے ہوئے کپڑے اور سر ڈھانپنے سے پرہیز کرے۔ خوشبو لگانے اور شکار کرنے سے پرہیز کرے اور ایک قول پر نکاح کرنے سے بھی پرہیز کرے پھر عرفات کے لیے نکلے اور وہاں عرفہ کی شام رہے پھر اس سے سورج کے غروب کے بعد رجوع کرے اور مزدلفہ میں رات گزارے اور اس سے سورج کے نکلنے سے پہلے دفع ہو پھر منیٰ میں آجائے اور عقبہ کبریٰ کو کنکریاں مارے اور ہدی دے اگر اس کے پاس ہو اور حلق کرے یا قصر کرے پھر منیٰ کے ایام میں طواف افاضہ کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور آفاقی کے لیے یہ ہے کہ میقات سے احرام کرے اگر مکہ میں وقوف سے پہلے داخل ہوا ہو تو طواف قدوم کرے اور اس میں رمل کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے احرام میں باقی رہے تاکہ عرفات میں کھڑا ہو اور رمی کرے اور حلق کرے اور طواف کرے اس میں رمل نہ کرے اور نہ اس وقت سعی کرے اور عمرہ یہ ہے کہ رمل سے احرام کرے اگر آفاقی ہے تو میقات سے کرے پھر آفاقی ہے تو میقات سے کرے پھر طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور تمتع یہ ہے کہ آفاقی عمرہ کے لیے اشہر حج میں احرام کرے پھر مکہ داخل ہو اور عمرہ کو پورا کرے اور اپنے احرام سے نکلے، پھر حج تک حلالی ہو تاکہ حج کرے اور اس پر لازم ہے کہ ہدی جو آسان ہو اس کو ذبح کرے اور قران یہ ہے کہ آفاقی حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام کرے پھر مکہ میں داخل ہو اور اپنے احرام میں باقی رہے تاکہ حج کے احرام سے فارغ ہو اور اس پر لازم ہے کہ ایک طواف کرے اور ایک قول پر ایک سعی کرے اور دوسرے قول پر دو طواف اور دو سعی ہو پھر جو ہدی آسان ہو وہ ذبح کرے پھر جب مکہ سے نکلنے کا ارادہ ہو تو وداع کا طواف کرے (حجۃ اللہ البالغہ)